# لیانگ یاؤئی (موت کے بعد بھی زندگی بانٹنے والا ننھا ہیرو)

بعض کہانیاں صرف انسان کو رُلاتی نہیں بلکہ انسانیت کے معنی بھی ازسرِ نو سمجھا دیتی ہیں۔ چین کے ایک گیارہ سالہ بچے لیانگ یاؤئی (YaoyiLiang) کی کہانی بھی ایسی ہی ایک داستان ہے، جو دُکھ، قربانی، محبت اور اُمید کے رنگوں سے عبارت ہے۔ اگرچہ وہ دماغ کے کینسر جیسے موذی مرض کے ہاتھوں زندگی کی جنگ ہار گیا، لیکن اُس نے اپنی موت کو بھی دوسروں کے لیے زندگی کا ذریعہ بنا دیا۔

لیانگ یاؤئی چین کے صوبہ گوانگ ڈونگ کے شہر شینزن کا رہائشی تھا۔ 2013ء میں ڈاکٹروں نے اُس میں برین ٹیومر کی تشخیص کی۔ اس کے بعد کئی ماہ تک علاج جاری رہا، لیکن بیماری تیزی سے بڑھتی گئی۔ اس کم عمری میں، جب اکثر بچے کھیلوں، کھلونوں اور اپنے خوابوں کی دنیا میں مگن ہوتے ہیں، لیانگ زندگی اور موت کے بارے میں ایسی سوچ رکھتا تھا جس کا تصور بھی بہت سے بالغ افراد نہیں کر پاتے۔ جب اُسے محسوس ہوا کہ اُس کی بیماری آخری مراحل میں داخل ہو چکی ہے، تو اُس نے اپنی والدہ سے ایک ایسی خواہش کا اظہار کیا جس نے سب کو حیران کر دیا۔ اُس نے کہا: اگر میں مر جاؤں، تو میں چاہتا ہوں کہ میرے اعضاء عطیہ کر دیے جائیں تاکہ میں کسی اور شکل میں زندہ رہ سکوں اور دوسرے بچوں کی زندگی بچا سکوں۔ یہ الفاظ ایک گیارہ سالہ بچے کے تھے، لیکن ان میں انسانیت کے لیے ایک عظیم پیغام پوشیدہ تھا۔

17 نومبر 2014ء کو لیانگ یاؤئی اس دنیا سے رخصت ہو گیا۔ لیکن اس کے بعد جو منظر سامنے آیا، وہ ہر دیکھنے والے کی آنکھیں نم کر گیا۔ جب اس کے جسم کو آپریشن تھیٹر کی طرف لے جایا جا رہا تھا تاکہ اس کے اعضاء عطیہ کیے جا سکیں، تو ہسپتال کے ڈاکٹروں، نرسوں اور عملے نے راہداری کے دونوں طرف خاموشی سے قطاریں بنائیں۔ سب نے احترام کے ساتھ اپنے سر جھکا دیے اور اس

ننھے ہیرو کو خراجِ عقیدت پیش کیا۔ یہ منظر نہ صرف وہاں موجود افراد کے لیے جذباتی تھا بلکہ بعد میں اس کی تصاویر اور خبریں پورے چین میں پھیل گئیں اور لاکھوں لوگوں کے دلوں کو چھو گئیں۔

لیانگ یاؤئی کے عطیہ کیے گئے اعضاء، خصوصاً اُس کے گردے اور دیگر اعضا نے کئی مریضوں کی زندگیوں کو بچانے میں مدد دی۔ ایک ایسا بچہ جو خود زندگی کی جنگ ہار چکا تھا، اپنی وفات کے بعد کئی خاندانوں کے لیے اُمید کی کرن بن گیا۔ اس کے والدین کے لیے اپنے لختِ جگر کو کھونا یقیناً ایک ناقابلِ بیان دُکھ تھا، لیکن انہیں اس بات کا اطمینان تھا کہ اُن کا بیٹا اپنے آخری لمحوں میں بھی دوسروں کی بھلائی کا سوچتا رہا اور اس کی خواہش نے کئی زندگیاں روشن کر دیں۔

چین میں طویل عرصے تک اعضاء عطیہ کرنے کا رجحان بہت کم تھا۔ اس کی ایک بڑی وجہ روایتی اور ثقافتی عقائد تھے، جن کے مطابق مرنے کے بعد جسم کو مکمل حالت میں دفن کرنا ضروری سمجھا جاتا تھا۔ اسی وجہ سے بہت سے لوگ اعضاء عطیہ کرنے کے بارے میں ہچکچاہٹ کا شکار رہتے تھے۔

لیکن لیانگ یاؤئی کی کہانی نے لاکھوں لوگوں کو سوچنے پر مجبور کیا۔ اس واقعے کے بعد چین میں اعضاء عطیہ کرنے کے بارے میں عوامی شعور میں اضافہ ہوا اور اس موضوع پر ایک مثبت بحث کا آغاز ہوا۔ بہت سے لوگوں نے پہلی مرتبہ اس عمل کو انسانیت کی خدمت اور دوسروں کو زندگی دینے کے ایک عظیم ذریعہ کے طور پر دیکھا۔

لیانگ یاؤئی کی زندگی مختصر تھی، لیکن اس کا پیغام ہمیشہ زندہ رہے گا۔ اس نے ثابت کیا کہ انسان کی عظمت اس کی عمر میں نہیں بلکہ اس کے دل کی وسعت اور دوسروں کے لیے محبت میں ہوتی ہے۔ وہ جسمانی طور پر اس دنیا میں موجود نہیں، لیکن جن لوگوں کی زندگیاں اس کے عطیہ کیے گئے اعضاء کی بدولت محفوظ ہوئیں، ان کے ذریعے وہ آج بھی ایک نئے انداز میں زندہ ہے۔

لیا نگ یا وئی کی داستان ہمیں یہ سبق دیتی ہے کہ محبت، قربانی اور انسانیت کی خدمت ایسی قدریں ہیں جو موت کے بعد بھی باقی رہتی ہیں۔ بعض لوگ اپنی زندگی کے برسوں سے نہیں، بلکہ اپنے اعمال سے امر ہو جاتے ہیں، اور لیا نگ یا وئی انہی عظیم انسانوں میں سے ایک ہے، جس نے صرف گیارہ سال کی عمر میں دنیا کو انسانیت کا ایک لازوال سبق دے دیا۔